Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

A Research Review of Maulana Muhammad Ali Johar's Religious and National Services

مولانا محمد علی جوہر کی مذہبی و ملی خدمات کا تحقیقی جائزہ

Muhammad Waheed U Zaman
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies, Lahore
Email: hmwaheed@live.com

Dr. Ahmad Raza
Assistant Professor, The Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract
The Indian subcontinent has been home to many towering personalities, and in its early history, a remarkable figure emerged who later came to be known as Maulana Muhammad Ali Johar. His religious, political, journalistic, and national services are of immense value. This research presents an overview of Maulana Muhammad Ali Johar's religious and national contributions. Maulana Muhammad Ali Johar was a personality who, while adhering to Islamic principles, selflessly served the Indian independence movement, the Khilafat Movement, and the Pakistan Movement. He played a pivotal role in shaping the social, political, and particularly the religious landscape during a challenging era, a legacy that is remembered to this day. Maulana's goal was to unite the Muslim Ummah on the issues of the Khilafat Movement and the freedom struggle, for which he worked tirelessly day and night. Notably, he not only strongly supported Hindu-Muslim unity against British colonialism but also steadfastly advocated for it. During the research, his scholarly contributions were also highlighted, particularly through his newspapers *Comrade* and the weekly *Hamdard*. These publications, along with the articles published in them, served as platforms to promote religious reform, educational awareness, and national consciousness. Through these writings, he also outlined principles that could bring the nation and the community together. Through his speeches, writings, and political efforts, he demonstrated a balance between his religious convictions and national sentiments. His endeavors left a profound and lasting impact on the history of South Asia. The findings of the study reveal that his legacy continues to influence discussions on the intersection of faith, identity, and political struggle even today.
Keywords: Fikar-e-Islami, Maulana Muhammad Ali Johar, Johar, Subcontinent, Hamdard, Khilafat Movement, Comrade

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

برصغیر میں ایسی ایسی قد آور شخصیات پیدا ہوئیں ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگیاں احیاء فکر مسلم میں وقف کر دیں، جنکا مقصد سیاسی، علمی، اور ادبی خدمات کے ذریعہ مسلم احیاء، فکر، اور ثقافت کو بچانااور جدید دور کے مسائل کو حل کرنا تھا، ان قد آور شخصیات میں برصغیر میں چند نامور شخصیات ملتی ہیں جن میں مولانا سر سید احمد خان(۱۸۱۷ء تا ۱۸۹۸ء)، علامہ ڈاکٹر محمد اقبال(۱۸۷۷ء تا ۱۹۳۸ء)، چوہدری رحمت علی(۱۸۹۷ء تا ۱۹۵۱ء)، مولانا عبدالماجد دریاآبادی(۱۸۹۲ء تا ۱۹۷۷ء) ،مولانا شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء تا ۱۹۱۴ء) ، مولانا ابوالکلام آزاد(۱۸۸۸ء تا ۱۹۵۸ء)اور مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء تا ۱۹۳۱ء) شامل ہیں ان تمام اکابرین کی دن رات محنت اور مسلم احیاء کے لیے کاوشیں رہتی دنیاتک یاد رکھی جائیں گی۔ جسٹس اولیور وینڈل جونئیر نے کہا تھا:

"Represents a great ganglion in the nerves of society, or to vary the figure, a strategic point in the campaign of history, and part of his greatness consists in being there." "And Maulana Muhammad Ali was on such nerve-center in Indo-Muslim socity during the second and third decades of the twentieth century". (1)

ترجمہ: "یہ سماج کے اعصاب میں ایک عظیم گینگلین (مرکزی اعصابی گرہ) کی حیثیت رکھتا ہے، یایوں کہا جائے تو تاریخ کی مہم میں ایک اسٹریٹجک (حیاتیاتی و حکمتِ عملی کا) نقطۂ ارتکاز ہے، اور اس کی عظمت کا ایک حصہ وہاں موجود ہونے میں مضمر ہے۔ مولانا محمد علی بیسویں صدی کی دوسری اور تیسری دہائی میں برصغیر کی مسلم سوسائٹی میں ایسے ہی ایک اعصابی مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔"

مولانا محمد علی جوہر جن کے داداجان علی بخش خان تلاشِ رزق میں لکھنو تشریف لائے، آپکے داداجان انتہائی عمدہ صفات کے مالک تھے آپکی صفات کے چرچے جب رامپور تک پہنچے تو نواب رامپور محمد سعید خان نے آپکو خوش آمدید کہا وہ خاندان جو پشاور سے چلا تھا اسکا قیام ۱۸۴۳ء میں رامپور میں ہوا۔ ولی عہد جناب یوسف خان نے آپکو سینگن کھیڑہ کا تحصیلدار مقرر کیا جس سے اس خاندان کا شمار معززین رامپور میں ہونے لگا۔ "تذکرہ کاملان رامپور" میں آپکا شجرہ ایسے بیان کیا: "محبوب بخش خان ولد امان اللہ ولد طفیل محمد ولد فیض محمد ولد مدار بخش ولد اعظم الہ ولد حیات اللہ۔ "(2)

"عبدالعلی خان کی شادی آبادی بیگم سے ہوئی توان سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے بندے خان، ذوالفقار علی، شوکت علی، نوازش علی، محمد علی اور ایک بیٹی جسکا نام محمدی بیگم تھا" (3) یہ آبادی بیگم وہی ہیں جو کے مولانا محمد علی جوہر کی والدہ ہیں جو بعد میں "بی اماں" کے نام سے مشہور ہوئیں۔ مولانا محمد علی

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

جوہر کی پیدائش ۱۰ دسمبر ۱۸۷۸ء میں ہوئی، جبکہ نسیم بانون نے آپکا سن والدت ۹ دسمبر لکھاہے۔[4] آپکو اکثر لوگ ''پٹھان'' سمجھتے تھے لیکن جبکہ آپ ''شیخ'' تھے اور اس پر فخر محسوس کرتے تھے آپ نے آخری دم تک اجداد کی طرف سے ملی ہوئی نسبت خان کو لگانا پسند نہیں کیا۔[5] جبکہ آپکے بڑے بھائی ذوالفقار علی گوہر کے بیٹے پٹھان ہونے کے مدعی تھے، اور اللہ بخش یوسف نے تو مولانا کو نہ صرف پٹھان لکھا بلکہ جابجا آپکو ایسے لکھتے ہیں کے پٹھانوں کا تحریک میں کردار اور مولانا محمد علی جوہر کی بجائے وہ آپکو پٹھان کے نام سے پکارتے نظر آتے ہیں [6] اپنی کتاب یوسف زئے کے تیسرے حصہ میں وہ اس طرح رقمطراز ہیں:

''تحریک آزادی ہند کے علمبرداران مولانا شوکت علی خان اور مولانا محمد علی جوہر کا تعلق قبیلہ یوسف زئی (مندڑ) کی ذیلی شاخ میر احمد خیل سے بیان کیا جاتاہے''[7]

آپکی جائے پیدائش سے متعلق چند محققین نے رامپور لکھاہے [8] جبکہ کچھ نے آپکا اصلی وطن بجنور لکھاہے [9] لیکن اپنی پیدائش سے متعلق آپنے خود وضاحت فرمائی: ''میں گزشتہ صدی کے ربع آخر میں ریاست رامپور کے ایک معتبر متمول اور مہذب خاندان میں پیدا ہونے کے سبب فطرتاً مذہب اسلام کی کچھ تعلیم حاصل کرلی تھی''[10]

آپکی عمر دو برس کی تھی آپکے والد گرامی عبدالعلی خاں ہیضہ کے مرض سے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے،[11] جبکہ نسیم بانو نے آپکی عمر ۳ سال درج کی ہے۔[12] آپکا علاقہ نجیب آباد کی ریاست رامپور ہے۔ بریلی سکول سے آپ نے ابتدائی تعلیم میٹرک مکمل کیا، پھر جس کی ''بی اماں'' نے سب سے زیادہ ضرورت محسوس کی وہ دینی تعلیم تھی، بحیثیت ماں آپنے اپنے بچوں کی دینی و دنیاوی دونوں تربیت وعلوم کی طرف توجہ دلائی جس میں بی اماں نے دینی تعلیم کی طرف رجحان کروایا اور اسی کا ثمر تھا کے مولانا ایک علمی مجاہد کی حیثیت اور مسلم مفکر کے علمبردار کی حیثیت اختیار کر گئے۔ میٹرک سے قبل ہی آپنے قرآن مجید کی مکمل تعلیم حاصل کی اور ابتدائی درسیات کو مکمل کیا۔ [13] پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے ایم اے او کالج گئے۔ ۱۸۹۸ء میں آپ لنکن کالج، آکسفرڈ یونیورسٹی گئے،[14] جہاں سے انہوں نے قانون اور تاریخ کی سند حاصل کی، اور ۱۹۰۲ء میں وطن واپس تشریف لائے۔ وطن واپسی پر آپکے بڑے چچا اصغر علی خان کے بیٹے عظمت تھے، انکی صاحبزادی امجدی بانو سے ۵ فروری ۱۹۰۲ء کو ہوا۔[15]

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

مولانا نے اپنی صحافت کا آغاز ۱۹۰۶ء میں ٹائمز آف انڈیا سے ابتداء کیا اور اس قدر اعلیٰ مضمون نگاری کی کے پھر مڑ کر کبھی واپس نہ دیکھا اور صحافت کی دن بہ دن سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے، ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو مولانا محمد علی نے اور دیگر رہنماوں نے مل کر علی گڑھ میں جامعہ ملیہ اسلامیہ کی بنیاد رکھی جسکا افتتاح حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی نے کیا۔ جسکا مقصد مادری زبان کی تعلیم دینا اور سچے پکے محب الوطن مسلمان پیدا کرنا تھا۔[16] مولانا نے انہی ادوار میں مسلم فکر کی احیاء کے لیے جو فکر اور تجاویز پیش کیں اور جس طرح مذہبی نقطہ نظر سے اُمت مسلمہ کی خدمات دیں اس کے بارے میں مشہور زمانہ لکھاری H.G Wells کے جملوں کو فاطمہ عزیز لکھتی ہیں:

‘‘H.G. Wells wrote of him: “Muhammad Ali possessed the pen of Macaulay, the tongue of Burke and the heart of Napoleon.”[17]

’’ایچ۔ جی۔ ویلز مولانا کے بارے میں لکھتے ہیں: محمد علی جوہر کے پاس مکاولے کا قلم، برک کی زبان اور نپولین کا دل تھا‘‘

یہ ہوتا بھی کیوں نہ آپکو نہ تو غلامی پسند تھی اور نہ ہی اپنی قوم کو غلامی میں دھکیلنا چاہتے تھے اسی لیے آپنے گول میز کانفرنس کے بعد اپنی جدوجہد کو مزید تیز کر دیا چونکہ آپکو اس بات کا یقین تھا کے غلامی ایک بہت بڑی بلا ہے۔ مولانا نے مسلمانوں کی کھوئی ہوئی احیاء کے لیے بہت سی فکری آراء اور تجاویز پیش فرمائیں مولانا خواجہ سید محمد یونس لکھتے ہیں: ’’مولانا محمد علی جوہر مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ اور ماضی کا احیاء کرنا چاہتے تھے، مسلمان کیا تھا اور کیا ہو گیا ہے اسکا شدید احساس تھا اس لیے نہوں نے اسلامی تعلیمات افکار و فکر کو عملی حیثیت سے ہندوستان میں عام کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کو انکا کھویا ہوا مقام حاصل ہو‘‘[18]

مولانا نے محض ہندوستان ہی نہیں بلکہ دیگر مقامات پر جہاں جہاں مسلم حکومتیں قائم تھیں وہاں پر بھی جدوجہد کی یہ وہ دن تھے جب ہر جگہ سے مسلم حکومتیں معزول کی جا رہی تھی،[19] مولانا نے انکے دوبارہ احیاء کی خاطر دن رات کوششیں کیں اسی سلسلہ میں بہت سے بیرونی اور ہندوستانی قائدین نے آپکا ساتھ دیا۔ مولانا کی تمام تحریریں، بصیرت، اور تمام دیدہ وری سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کس طرح اسلام سے بے پناہ محبت و شیفتگی تھی، انگریزوں سے نفرت و بغض رکھتے تھے، آزادی وطن کے لیے اور قوم وملت کے لیے دن رات محنت کی مولانا شعر کہنے کا بھی ذوق رکھتے تھے[20]،اس لیے انکے اکثر اشعار میں داغ دہلوی کا رنگ رنظر آتا ہے ایک مشہور زمانہ شعر جو مولانا نے کہا:

OPEN ACCESS CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جواہر لال نہرو کی بائیو گرافی میں نہرو نے کہاں کے مولانا کی پسند اور ناپسند میں بہت سخت تھے میں اکثر انکی پسند میں شامل ہو جاتا تھا انکے نظریات بہت سخت اور اصولوں کے پابند تھے لیکن ہمارے درمیان محبت اور پیار کے رشتے نے ہمیں جوڑے رکھا، آگے لکھتے ہیں:

‘‘He was deeply and, as I considered, most irrationally religious, and I was not, but I was attracted by his earnestness, his over-flowing energy and keen intelligence .He had a nimble wit, but sometimes his devastating sarcasm hurt, and lost many a friend thereby’’ (21)

”وہ دل کی گہرائیوں سے تھا اور جیسا کہ میں سمجھتا تھا، سب سے زیادہ غیر معقول طور پر مذہبی تھا، اور میں نہیں تھا، لیکن میں اس کی خلوص، اس کی بہتی توانائی اور گہری ذہانت سے متوجہ ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک فرتیلا عقل تھا، لیکن بعض اوقات اس کے تباہ کن طنز نے چوٹ لگائی، اور اس طرح بہت سے دوستوں کو کھو دیا۔“

اس میں کوئی دورائے نہیں مولانا یاروں کے یار، اور دشمنوں کے دشمن، لیکن جب آپکے مذہب اور آپکی ذات پر بات کی جاتی تو آپ آپے سے باہر ہو جاتے شکیل احمد کہتے ہیں کے وہ بہت جلد غصے میں آ جاتے تھے جب بھی کوئی انکی ذات یا پھر اسلام کے خلاف بات کرتا تو مولانا آپے سے باہر ہو جاتے مزید لکھتے ہیں کہ:

‘‘In Mohammad Ali's view, there was one world of Islam, one vast brotherhood stretching across the world . He did not, however, believe that by being a Muslim he was any less an Indian. His religious beliefs and nationality never apeared to him to be incompatible(22).’’

”محمد علی کے خیال میں اسلام کی ایک دنیا تھی، ایک وسیع بھائی چارہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ تاہم وہ یہ نہیں مانتے تھے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ ہندوستانی ہیں۔ ان کے مذہبی عقائد اور قومیت ان کے نزدیک کبھی بھی مطابقت نہیں رکھتی تھی۔“

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

آپ اس قدر بصیرت اور فہم فراست کے مالک تھے کے پروفیسر خلیل احمد نظامی صاحب نے لکھا تھا: ''ہندوستان نے سیاسی بصیرت، فہم وفراست، تدبر اور مستقل مزاجی، ایثار اور قربانی کے بہت سے نمونے پیش کیے ہیں لیکن حق گوئی بے باکی اور سر فروشی میں کوئی شخص محمد علی جوہر کے درجہ کو نہیں پہنچا''[23]۔۱۹۰۶ء میں جب مسلم لیگ کا قیام ہوتا ہے، جسکا مقصد بھی مسلمانوں کو انکا کھویا ہوا احیاء واپس کرنا تھا اس میں بھی مولانا شامل ہوئے بلکہ ابتداء میں اس لیگ کا مقصد مسلمانوں اور دوسری کمیونٹی کے مابین اتفاق اور ہم آہنگی پیدا کرنا تھی:

''The League had confined itself to the maintenance and protection of the feelings of loyalty in the Muslim community; to the advancement and protection of the interest of the Mussaulmans, and without detriment to these two objects the cultivation of harmony and good relations between the Mussalmans and other communities.[24]''

''لیگ نے خود کو مسلم کمیونٹی میں وفاداری کے جذبات کی دیکھ بھال اور تحفظ تک محدود رکھا تھا۔ مسلمانوں کے مفادات کی ترقی اور تحفظ کے لیے اور ان دونوں چیزوں کو نقصان پہنچائے بغیر مسلمانوں اور دیگر برادریوں کے درمیان ہم آہنگی اور اچھے تعلقات کو فروغ دینا۔''

اگرچہ بنیادی مقصد مسلم لیگ کا کام مسلم امت کی قیادت کو سنبھالنا تھا اور دیگر مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلم امت اور دیگر برادری کے ساتھ تعلقات کو استوار کرنا تھا مگر، مولانا کا نظریہ اس سے مختلف تھا جس پر انہوں نے بہت مرتبہ اپنا نقطہ نظر رکھا اور پارٹی میں موجود پرانے لوگ خاص طور پر سینئرز کو آپکے فیصلے قبول نہ ہوتے لیکن آپ اپنی بات کہہ دیتے مولانا محمد علی جوہر کو ان سب کے باوجود ''مسلم لیگ کی تمام کاروائی اور قواعد وضوابط کو گرین بک نمبر 1 تیار کرنے کا اعزاز بھی مولانا محمد علی جوہر کو حاصل ہوا۔''[25] عدم تعاون پر آپکی چند تقاریر اور بیانات موجود ہیں جن میں سے چند ایک کو یہاں بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے کے کس طرح مولانا محمد علی جوہر نے مذہبی نقطہ نظر سے اِحیاءِ فکرِ مسلم کے لیے تجاویز پیش کیں: ''۱۹۱۲ء کے کلکتہ کے اجلاس میں مولانا محمد علی جوہر نے تجویز کیا کے اب مسلم لیگ کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے لیے واضح لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا اور ہمیں ہر کام میں حکمرانون کی خوشنودی کا خیال نہیں رکھنا ہوگا''[26]

اس پر بہت سے ایسے مسلم لیگ کے پرانے کارکن اور سینیر ز پر اچھا اثر نہ پڑا لیکن مولانا کا انداز ایسا ہی دوٹوک رہا جو بات کہنا چاہتے تھے وہ کہہ دیتے تھے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

بقول مولانا محمد علی:

کیا ڈر ہے اگر ہو ساری خدائی بھی مخالف — کافی ہے اگر ایک خدا میرے لیے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے — یہ بندہ دو عالم میں خفا میرے لیے ہے

آپ نے مسلم فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اور مسلمانوں میں آزادی کی جدوجہد کو مزید بڑھانے کے لیے "۱۹۱۰ء میں کلکتہ سے اپنی ملازمت کو خیر آباد کہتے ہوئے ایک ہفتہ وار انگریزی رسالہ "کامریڈ" جاری کیا اس رسالہ کا پہلا شمارہ ۴ جنوری ۱۹۱۱ء کو منظر عام پر آیا، آپ نے اس سے قبل تقریباً ۱۹۰۴ء میں پندرہ روزہ اخبار "گپ"[(27)] کے نام سے شروع کیا مگر اسکے دو ہی شمارے شائع ہو سکے اسکا پہلا شمارہ آج بھی "محمد علی میوزیم جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی" میں موجود ہیں۔ اور ایک اخبار جسکا نام "ہمدرد" رکھا یہ آپ نے ۱۹۱۳ء میں دہلی سے شروع کیا"[(28)] "کامریڈ" کا مقصد صرف ایک رسالہ کی اشاعت نہ تھا بلکہ ملک، قوم کی خاطر اس میں بہت کچھ ایسا تھا جس سے مسلم فکر کو مزید تقویت ملے اور اپنی ذات کو مکمل طور پر مسلم احیاء کے لیے وقف کیا:

‘‘Muhammad Ali launched upon this plan, because he earnestly wanted to devote himself to the service of his community as well as his country.[(29)]’’

"محمد علی نے اس منصوبے کا آغاز کیا، کیونکہ وہ اپنے آپ کو اپنی برادری کے ساتھ ساتھ اپنے ملک کی خدمت کے لیے وقف کرنا چاہتے تھے۔"

اور "ہمدرد" اخبار کا مقصد چونکہ مولانا جانتے تھے کے کیسے عوام کو مذہبی و ملی بیداری سے آگاہ کیا جا سکتا ہے اور اسکے لیے واحد طاقت صحافت ہے جہاں آپ عام عوام تک اپنی فکر اور سوچ پہنچا سکتے ہیں[(30)] جس کے لیے آپنے اسکا قیام کیا اگرچہ اس سے قبل اُردو کے بہت سے روزنامہ تھے جیسے کہ: "زمیندار"، "اُردوئے معلیٰ"، "تہذیب الاخلاق"، "اودھ اخبار" اس میں ظفر علی خان صاحب کا "زمیندار" اس وقت ایسا اخبار تھا جو کہ اُردو صحافت میں اپنا ایک نام رکھتا تھا لیکن "ہمدرد" نے آکر کچھ ہی وقت میں اپنا ایسا نام کمایا کے عوام کے دلوں پر چھا گیا اور ہمدرد کا جادو سر چڑھ کر بولنے لگا۔[(31)] باقی رہا کامریڈ کا تو وہ چونکہ "کامریڈ" انگریزی میں تھا اس لیے لوگوں کی زیادہ دلچسپی ہمدرد میں ہی رہی وہ اُردو میں تھا اس لیے۔ "ترک موالات سے مراد یہ ہی کہ اگر ہم برائی کو نہ روک سکیں تو کم از کم اسکے معاون بھی نہ بنیں، سنہ ۱۹۲۳"[(32)]

آپ نے اس معاملہ میں واضح تجویز فرمائی کے کے مسلمانوں کو برطانیہ اور دوسری وہ غیر اسلامی قوتیں جو اسلامی ریاست کو پارہ پارہ کرنا چاہتی ہیں

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

مسلمان انکا آلہ کار نہ بنیں، اگر ہمارے اختیار میں انکو روکنا نہیں ہے تو کم از کم ہمیں انکا معاون بھی نہیں بننا چاہیے، کامریڈ میں ایک دوسری جگہ وہ فرماتے ہیں: "کہ جنگ ختم ہو گئی لیکن ظلم کی روح جو اس جنگ کی پیداوار ہے اب بھی باقی ہے سنہ: ۱۹۲۳ء"[33] اس حوالے سے انکا مزید بیان واضح رہتا تھا کہ میں جانتا ہوں کے لڑائی اچھی چیز نہیں بلکہ یہ بہت برا عمل ہے لیکن اس بات سے بھی نظر نہیں چرائی جاسکتی کہ فتنہ اس سے بھی بری چیز ہے کامریڈ میں ہی ایک جگہ لکھتے ہیں: "مسلمان ہونے کی حیثیت سے میں جانتا ہوں کہ لڑائی بُری چیز ہے لیکن اسکے ساتھ ہی میرا یہ اعتقاد بھی ہے کہ فتنہ اس سے بھی زیادہ بُری چیز ہے سنہ: ۱۹۲۳ء"[34]

چونکہ مسلمانوں کا درد، عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور تصوف[35] کی تعلیم و تربیت اس قدر آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کے آپ مسلم احیاء کے معاملہ میں بالکل واضح اور دوٹوک موقف رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں یہ جانتا ہوں کے بحیثیت مسلمان لڑائی اچھی چیز نہیں ہے لیکن اس بات کو بھی میں مد نظر رکھتا ہوں کے فتنہ اس سے بھی بُری چیز ہے یہی رویہ آپکا جنرل ہرٹزوگ وزیر اعظم افریقہ کے ساتھ تھا جب اس نے آپکے افریقہ آنے پر پابندی لگادی تو آپ نے فرمایا: "ہندوستانی حکومت کو یہ سبق دینے پر کہ دوستانہ معروضات سے کس قدر توقع ہوسکتی ہے بہت بہت شکریہ۔ اب ہم اسوقت افریقہ آئیں گے جب آپکو یہ سکھادیا جائے گا کہ اسلام اور ہندوستان کا احترام کس طرح کیا جاتا ہے سنہ: ۱۰۲۹ء"[36]

یہ بات آپ نے انہیں تار میں بھیجی اور رہتی دنیا کو یہ واضح فکر دی کے ایک مسلم لیڈر کا کیا رول کیا ہونا چاہیے۔ جب آپ قید خانہ سے واپس آئے تو سیدھا جلسے میں چلے گئے اور وہاں تقریر فرمائی: "صاحبان خدا شاہد ہے کہ اس پونے پانچ سال کے زمانہ میں ہر دن، ہر گھنٹہ، اور ہر لمحہ میں وہ مسئلہ ہمارے دل و دماغ سے دور نہیں رہا ٹھیک اس وقت جب ہم جیل سے نکل کر آئے ہیں تو اسوقت بھی پیش نظر تھا مجھے آزادی نہ تھی بلکہ ہر مسلمان کو قدم، قلم، زبان کی آزادی نہ دی گئی ہم نے اپنے جذبات کو اس کسی کافر یا کسی غیر اللہ کے ہاتھ نہیں دیا، اسی طرح سے جب مکہ فتح ہوا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا [37] "[38]

مولانا اپنے موقف پر اس قدر واضح اور اپنے اصولوں کے اتنے پابند تھے کے کبھی کسی مہاراجہ اور انگریز حکمران کو خوش کرنے کی غرض سے نہ تو قلم چلایا نہ ہی کوئی تحریک چلائی بلکہ ایک مرتبہ آپ ذیابیطس کے شدید مرض میں مبتلاء ہو گئے اور بہت سے حکیموں سے رابطہ کیا مگر آفاقہ نہ ہوا، پھر

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

مہاراجہ الور نے آپکو یورپ کے سفر کے لیے اپنے خرچ سے روانہ کیا اور آپکا علاج کروایا جس سے آپ صحت یاب ہو گئے یہی وہ راجہ ہے جس کے آپ پر بہت سے احسانات ہیں۔ اسی اثنا میں چند لوگوں نے مشورہ دیا کے الور کی جوبلی ہے تو آپ اس موقع پر ہمدرد کا اسپیشل نمبر شائع کریں تو آپ نے سیدھا جواب دیا: ”کہہ دیا جائے کہ ہمدرد کا اس طرح کا کوئی اسپیشل نمبر آج تک نہیں نکلا، اس لیے معذوری ہے، ہاں ہمدرد پریس میں اگر ضرورت ہو تو ایک پمفلٹ چھپ سکتا ہے۔“[39]

ہمدرد کی بہت سی ایسی پالیساں تھیں جن کے باعث یہ انگریزوں کے ہاتھوں بند بھی ہوا اور مولانا کو کئی بار جیل کا رخ کرنا پڑا۔ آپ چاہتے تو کچھ نہ کچھ لکھ کر بہت سا انعام واکرام لے سکتے تھے مگر شان مرد مومن کبھی کسی غیر کے آگے نہ قلم بیچا نہ زبان۔ ایک مقام پر تجویز امن کے حوالہ سے آپنے وہی جملے ارشاد فرمائے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے کہے تھے فرمایا: ”اگر ہم سب لکم دینکم ولی دین کے اصول پر عمل کرنے لگیں اور ساتھ ہی ساتھ روحانیت کی اصلی شان جو تمام مذاہب میں شئے مشترک ہے خصوصیت سے پیش نظر رکھیں تو دنیا میں جنگ وجدال کا خاتمہ اور ہر جگہ امن وسلامتی کا دور ودورہ ہو جائے: ۱۹۲۳ء“۔[40]

مولانا نے مسلمانوں کو ایک اہم تجویز خلافت کانفرنس جو کہ کراچی میں منعقد ہوئی پیش کی کہ: ”مسلمانوں کے لیے برطانوی فوج میں بھرتی ہونا یا ملازمت کرنا جائز نہیں ہے“[41] چونکہ مولانا کا موقف بالکل واضح تھا وہ یہ نہیں چاہتے تھے کے مسلمان اُس برطانوی فوج کا حصہ بنیں جو خلافت کے ٹکڑے کرنا چاہتی ہے، اسی لیے آپنے مسلمانوں کو بہت سی ایسی تجاویز فرمائیں۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا تھا کے جب آپ اپنی دھن میں مگن اپنے مشن میں مگن اپنے لوگوں کی مدد کر رہے تھے تو لوگ مسلمان یہ کہتے رہے کے مولانا محمد علی محض ہندووں کی ہی پاسداری کرتے رہتے ہیں اور ہندو و کہتے تھے کے وہ محض مسلمانوں کا نام الاپتا ہے[42]، مگر حقیقت اسکے برعکس تھی آپنے کبھی ان باتوں کی پرواہ نہ کی، اور اپنے کام میں بے باکی سے مگن رہے، بلکہ اُردو اسلام ٹائمز میں نذر حافی لکھتے ہیں: ”۵ جولائی ۱۹۱۹ء میں جو تحریک خلافت کا مسئلہ اُٹھا جسکا بانی مولانا محمد علی جوہر کو کہا جاتا ہے مسلم لیگ ہونے کے باوجود گاندھی اور کانگرس پر اعتماد کیا گیا اور ہندوستانی قومیت کی بنیاد پر یہ تحریک کو خوب چلایا گیا، بلکہ مسلمانوں نے ہندووں کے رہنماوں کو خوش کرنے کے لیے یہ فتویٰ بھی جاری کیا کے ہندووں کے جذبات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس سال بقر عید پر کوئی مسلمان گائے قربان نہیں کرے گا۔

CC BY

"[43]

چند لوگوں نے اسے سیاسی رنگ دینے کی کوشش بھی کی لیکن اس پر مولانا نے خود وضاحت فرمادی کے یہ سیاسی مسئلہ نہیں ہے مذہبی مسئلہ ہے: "یہ مسلمانوں کا مذہبی مسئلہ ہے، اور جب ہمارے مسلمان بھائی بے چین ہیں تو ہم کیسے خاموش رہ سکتے ہیں"[44] ایسا بھی نہیں کے اس سے قبل اس طرح کی حکمت عملی نہیں اختیار کی گئی بلکہ محترم شبیع الزماں نے روزنامہ خبریں میں ایک مضمون تحریر کیا فکر و نظر کے ماتحت اور اس میں انہوں نے حوالہ دیا "سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات از خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"جب خسرو ملک بادشاہ ہوا تو اس نے ہندووں کو بڑے بڑے عہدے دیے اور حکم دیا کہ تمام ملک میں کوئی گائے ذبح نہ ہونے پائے، ہندو لوگ گائے کو انتہائی احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں اور ثواب کے لیے بھی اور بطور دوا کے بھی اس کے پیشاب کا استعمال کرتے ہیں اور کے گوبر سے اپنے گھر اور دیوار لیپتے ہیں۔ خسرو خان چاہتا تھا کے مسلمان بھی ایسا ہی کریں، اس لیے لوگ اس سے متنفر ہو گئے"[45] اسکی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے جیسے مولانا اور ہندوستان کے اس وقت کے بڑے بڑے سیاستدان جانتے تھے کے جیسے ہی ہندوستان سے انگریز چلے جائیں گے تو فوراً ہندووں اور مسلمانوں کے مابین جنگ چھڑ جائے گی وزیر امورِ ہند نے برطانوی پارلیمنٹ میں کہا تھا: "سب سے بڑی تشویش جس سے آج ہندوستان کو سابقہ ہے، وہ فرقہ وارانہ اختلاف ہے اگر انگریز ہندوستان سے چلے جائیں، تو اسکا فوری نتیجہ یہ ہو گا کہ ہندووں اور مسلمانوں کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔[46]"

انکے کلام میں بھی اتنی ہی طاقت تھی کے جتنی انکی زبان، مولانا عبدالماجد صاحب بی اے۔ جنکی کتاب "جوہر اور انکی شاعری" ہے جو جامعہ ملیہ اسلامیہ دھلی سے شائع ہوئی ہے فرماتے ہیں: "جوہر کی شاعری انکے قلب کی زبان، اُن کے جذبات کی ترجمان، ان کے واردات کا بیان ہے، انکا کلام ایک حقیقی مسلم کا کلام ہے۔"[47] جذبات جوہر کے دیباچہ جو کے حضرت قبلہ علامہ بدایونی۔ اور مولانا عبدالماجد صاحب نے تحریر فرمایا آپکے افکار، اور علمی حیثیت سے بخوبی واقف تھے بلکہ آپکے شاعرانہ طرز پر تو یہ حضرات لکھتے ہیں:

"اگر ابو تمام"[48] اور "بو علی سینا"[49] کے جذبات دماغی و قلبی نظر بندی و قید کی تنہائی میں یکسوئی پذیر ہو کر "شفا"[50] "حماسہ"[51] کی تالیف

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

وتدوین کی صورت میں ظاہر ہو سکتے ہیں، اگر عرب کی صحرا زادی ''خنسا'' [52] اپنے ایک بھائی کی موت کا زخم اپنے جگر پر کھا کر شاعرہ ہو سکتی ہے، اگر اک جاہل بادیہ نشین ''متمم بن نویرہ'' [53] اپنے برادر کی موت کا چرکا کھا کر اشعر الناس ہو سکتا ہے تو کیا بلند جذبات اور بیدار دماغ و حساس قلب و متحرک داعیات کا پیکر، محمد علی، مہرولی، ولینسڈون، چھنڈواڑہ وبتول کی نظر بندی واسیری کی مطمئن وایکسو، فرصتین پانے کے بعد اور اپنے لاکھوں طرابلسی، بلقانی، شامی، عراقی، ایرانی، ترکی، ہندوستانی، پنجابی بھائیوں کی بیکسانہ موت کے لاکھوں زخم اپنے جگر پر کھا کر بھی شاعر نہیں ہو سکتا۔ ''[54][55]

مولانا محمد علی جوہر کی وفات لنڈن میں ۴ جنوری ۱۹۳۰ء میں ہوئی اور آپکو بیت المقدس میں سپرد خاک کیا گیا، جبکہ بی اماں اور مولانا محمد شوکت علی کی آخری آرام گاہ دہلی شہر میں ہے بی اماں کی لحد درگاہ شاہ ابوالخیر (چتلی قبر، پرانی دلّی) میں ہے جبکہ مولانا شوکت علی کا مزار جامع مسجد صدر دروازے کے بائیں جانب مولانا آزاد کے مزار کے قریب ہے۔ [56]

مولانا محمد علی جوہر نہ صرف تعلیم کے حق میں تھے بلکہ انکا خیال یہ تھا کے مسلم معاشرے میں خواتین بھی تعلیم حاصل کریں اور اسی وجہ سے آپ نے فرمایا: "میں بھی ہندوستانیوں خصوصا عام مسلمانوں کی تعلیمی ضرورت اور مستورات کی تعلیم کو روری سمجھتا ہوں میں نے عورتوں کے لیے صرف مستورات کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی میں عورتوں کا مستور ہونا پسند کرتا ہوں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم بھی پائیں اور مستور بھی رہیں۔ میں پسند نہیں کرتا کہ یورپ سے جو بے حیائی کا سیلاب آرہا ہے وہ اس کے ساتھ بہہ جائیں اور یورپ کی شرمناک معاشرے کی تقلید کریں۔ مسلم دنیا کی عام قوموں کی طرح معمولی قوم نہیں ہمارا تہذیب وتمدن اور مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا اور ہم دوسری قوموں سے الگ ہیں" [57]

مولانا محمد علی جوہر اس بات کے قائل تھے کے عورتیں تعلیم حاصل کریں مگر انکا مواقف واضح تھا کے وہ تعلیم مذہبی دائرہ کار کے اندر ہوں نہ کے ایسی تعلیم جو کے ہمارے معاشرے اور مستورات کو بے حیائی کی طرف لے کر چل پڑے۔

مصادر ومراجع

[1]. sharif al Mujahid, Maulana Muhammad Ali – A Strategic Point in Indo-Muslim Politics, Publish: Pakistan Perspectives Vol. 24, No. 1, January – June 2019, P: 1

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

[2] ۔احمد علی خان، حافظ، تذکرہ کاملانِ رامپور، شائع: ۱۹۲۹ء، M.A.LIBRARY, A.M.U نمبر: UI8248 ص: ۴۵۹

[3] ۔شہزاد انجم، ہندوستانی ادب کے معمار مولانا محمد علی جوہر، طبع: اول سنہ ۲۰۰۵، طابع: آر۔کے۔آفسیٹ پروسیس، دہلی، ساہتیہ اکادمی، کمپیوٹر کمپوزنگ: پرنس اینڈ پرنٹو گرافرس، گوئیاتالاب، رامپور یوپی ۲۴۴۹۰۰۱، ص: ۱۶

[4] ۔مقالہ نگار: نسیم بانو، مقالہ نگران: ڈاکٹر قمر اعظم ہاشمی، مقالہ برائے پی۔ایچ۔ڈی۔اُردو، عنوان: مولانا محمد علی جوہر حیات وخدمات، سنہ: ۱۹۸۸ء، ص: ۲ (یہ مقالہ انتہائی پرانا ہے اور ہاتھ سے لکھا گیا ہے یعنی قلمی نسخہ موجود ہے میرے پاس)

[5] ۔سلمان علی خان، نیادور: محمد علی جوہر نمبر، فروری، مارچ، اپریل: ۲۰۰۵ء، ناشر: سجے بھاٹیا، ڈائرکٹر محکمہ، اطلاعات ورابطہ عامہ اترپردیش، ص: ۳۶

[6] ۔اللہ بخش یوسفی، پیش لفظ، مسٹر جسٹس حبیب اللہ خان، تاریخ آزاد پٹھان قبائل، محمد علی ایجوکیشن سوسائٹی کراچی، ناشر: عباسی لتھیو آرٹ پریش فریئرر روڈ کراچی: طبع اول: سنہ ۱۹۵۹ء ج: ۲، ص: ۱۵۸

[7] ۔اللہ بخش یوسفی، یوسف زئے یعنی تاریخ علاقہ ضلع مردان، مالاکنڈ سوات، بوئیر، دیر، باجوڑ وغیرہ، مطبوعہ عباسی لتھیو آرٹ پریس فریئر روڈ کراچی، ناشر: محمد علی ایجوکیشن سوسائٹی، اقبال کالونی تین ہٹی کراچی نمبر ۵، طبع: سنہ ۱۹۶۰ء، سلسلہ تاریخ آزاد پٹھان نمبر: ۳، ص: ۶۱۳

[8] ۔نسرین اختر، رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر، ایکسپریش نیوز، ۳ جنوری ۲۰۱۳ء، تاریخ استفادہ: ۲۱ جون ۲۰۲۴ء

[9] ۔محمد وسیم، نگرام مقالہ پروفیسر شہزاد انجم، مولانا ابوالکلام آزاد اور محمد علی جوہر کی اُردو صحافت (تقابلی مطالعہ)، شعبہ اُردو، فیکلٹی آف ہیومنٹیز اینڈ لینگوجز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، تاریخ: ۲۶ ستمبر ۲۰۲۰ء، ص: ۴۳

[10] ۔سلمان علی خان، نیادور محمد علی جوہر نمبر: ص ۳۶

[11] ۔ایضاً: ص: ۱۶

[12] ۔نسیم بانو، مولانا محمد علی جوہر حیات وخدمات، سنہ: ۱۹۸۸ء، ص: ۲

[13] ۔رامپوری، عشرت رحمانی، مولانا، حیات جوہر یعنی مولٰنا محمد علی کی مکمل سوانح حیات مع خود نوشت حالات، ناشر: محبوب المطابع برقی پریش مچھلی والان دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوئی، سنہ: ۱۹۳۱ء، ص: ۳۷

[14] ۔علیگ، شاہد صدیقی، مولانا محمد علی جوہر: جنگ آزادی کا ایک سورما، قومی آواز، مورخہ: ۱۱ دسمبر ۲۰۲۲ء، تاریخ استفادہ: ۱۲ جون ۲۴

[15] ۔نسیم بانو، مولانا محمد علی جوہر حیات وخدمات، سنہ: ۱۹۸۸ء، ص: ۳

[16] ۔ابو سلمان شاہجہان پوری، ڈاکٹر، مولانا محمد علی جوہر (کتابیات)، طبع: اول سنہ ۱۹۹۲ء، طابع: ایس ٹی پرنٹرز گوالمنڈی راولپنڈی، ناشر: ڈاکٹر جمیل جالبی، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان ۱۶۔ڈی غربی بلیو ایریا، ایف ۶/۱، اسلام آباد، ص: ۹

[17] - Aziz Fatima, Dawn News Paper, Maulana Muhammad Ali Jauhar – a man who chose the pen above the sword, published, January 4, 2015, Dated: June 12, 2024

[18] ۔سید محمد یونس، خواجہ، ڈاکٹر، مولانا محمد علی جوہر کی شخصیت اور خدمات، تاریخ: 9/2/2017 تاریخ استفادہ: 19 جون، 2024

[19] ۔ایضاً

[20] ۔فواز رحمانی، ڈاکٹر، نقیب الھند، مولانا محمد علی جوہر اور اُردو صحافت، شائع: اکتوبر، دسمبر ۲۰۲۰ء، تاریخ استفادہ: ۲۱ جون ۲۰۲۴ء

[21] - Jawaharlal Nehru, an Autobiography, first published 1936, Reprinted with an additional chapter 1942 by Jhon Lane, The bodley Head Ltd, London This edition published by Jawaharlal Nehru Memorial Fund, New Dehli and Distributed by Oxford University Reprinted 1982, P# 117

[22] . Shakeel Ahmad, The role of Maulana Mohammad Ali Jahuar In The Anti-Imperialist Movement of India, PhD. Thesis, 1992, Lucknow University Lucknow, P# 151

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
September 28, 2025

23 ۔الحسینی، محمد عرفان، حکیم، جوہر نامہ، سن اشاعت: ۱۹۸۷ء، ناشر: محمد خلیل سکریٹری محمد علی لائبریری ۶/اے، کنائی سیل اسٹریٹ کلکتہ، مطبع: دی اعجاز پرنٹرز ۱۸ از کریا اسٹریٹ کلکتہ، ۲۰۰۷۳، ص: ۲۰

24 . AIYAR, RAMASWAMI, C. P., Muhammad Ali His life and services for his Country, P# 21

25 ۔نوائے وقت، روزنامہ، مولانا محمد علی جوہر عالم اسلام کا بیباک رہنما، شائع: جنوری 4، 2017، تاریخ استفادہ: 19 جون، 2024

26 ۔ایضاً

27 ۔شہزاد انجم، ہندوستانی ادب کے معمار: مولانا محمد علی جوہر، ص: ۴۹

28 ۔خالد ہمایوں، رئیس الاحرار مولانا محمد علی، روزنامہ پاکستان، شائع: ۳ جنوری ۲۰۱۸، تاریخ استفادہ: ۱۹ جون ۲۰۲۴

29 . Aiyar, Ramaswami, C. P., Muhammad Ali His Life And Services For His Country, P# 14

30 . Muhammad Ali His Life And Services For His Country P# 30

31 ۔محمد قمر تبریز، ہندوستانی جنگ آزادی کے عظیم صحافی مولانا محمد علی جوہر، طبع: اول سنہ ۲۰۱۳ء، مطبع: ایچ۔ ایس۔ آفسیٹ پرنٹرس، دہلی، ناشر: ادبستان پبلی کیشنز، نئی دہلی، ص: ۱۱

32 ۔رامپوری، عشرت رحمانی، حیات جوہر یعنی مولانا محمد علی جوہر کی مکمل سوانح حیات، محبوب المطابع برقی پریس مچھلی والان دہلی میں طبع ہو کر شائع ہوئی، سن: ۱۹۳۱، ص: ۱۴

33 ۔ایضاً: ص: ۱۵

34 ۔ایضا: ص: ۱۵

35 ۔نور الرحمن، مولف: حیات سر سید، انوار الرحمن، انتخاب میر، دیوان جوہر، طبع اول: سنہ ۱۹۶۲ء، طابع: شیخ نیاز احمد، مطبع: علمی پرنٹنگ پریس، ناشر: شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز، ص: ۴۱

36 ۔حیات جوہر یعنی مولانا محمد علی جوہر کی مکمل سوانح حیات، ص: ۱۶

37 ۔بنی اسرائیل: ۸۱

38 ۔میجر صدیق ڈپو لکھنؤ، تقاریر مولانا محمد علی، طبع: میجر صدیق ڈپو لکھنو، طبع اول: ج: ۱، ص: ۱

39 ۔مقالہ نگرا: محمد وسیم، نگرام مقالہ: پروفیسر شہزاد انجم، فیکلٹی آف ہیومنٹیز اینڈ لینگویجز، شعبہ اُردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، مقالہ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ تاریخ: ۲۶ ستمبر ۲۰۲۲ء، ص: ۲۶۱

40 ۔ایضاً: ص: ۲۰

41 ۔علیگ، شاہد صدیقی، مولانا محمد علی جوہر: جنگ آزادی کا ایک عظیم سورما، قومی آواز، شائع: ۱۱ دسمبر ۲۰۲۲، تاریخ استفادہ: ۱۹ جون ۲۰۲۴

42 ۔پروفیسر محمد سرور، یورپ کے سفر محمد علی جوہر، (سفر نامہ یورپ)، طابع: حاجی حنیف اینڈ سنز، اشاعت: دوم، دسمبر: ۲۰۰۳ء، ناشر: دار الکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور، ص: ۷

43 ۔نذر حافی، مولانا محمد علی جوہر اور تاریخی کنفیوژن، اُردو اسلام ٹائمز، ۳ جنوری ۲۰۱۸ء، تاریخ استفادہ: ۲۱ جون ۲۰۲۴ء

44 ۔رشید حسین خان، نیا دور: محمد علی جوہر نمبر، فروری، مارچ، اپریل: ۲۰۰۵ء، ناشر: سجے بھاٹیا، ڈائرکٹر محکمہ، اطلاعات و رابطہ عامہ اتر پردیش، ص: ۱۰

45 ۔شبیع الزماں، پونے، ہندو احیاء پرستی اور ہندوستانی مسلمان، روزنامہ خبریں، شائع: ۱ ستمبر ۲۰۲۱ء، تاریخ استفادہ: ۲۱ جون ۲۰۲۴ء

46 ۔شاہدہ الیاس، مقالہ نگار، پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم احمد، نگرام مقالہ، محمد علی جوہر کے سیاسی و خلافتی کردار کا ناقدانہ جائزہ، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی، شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان، اسلامیہ یونیورسٹی بھاولپور، ۲۰۰۰ء، ص: ۱۵۳

47 ۔مولانا عبد الماجد، جوہر اور انکی شاعری، (کلام جوہر) رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے کلام کا مجموعہ، ناشر: مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دھلی، ص: ۷

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 3 (July-September 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: September 28, 2025

48 ۔عرب کا مشہور شاعر،

49 ۔مشہور حکیم ودانی

50 ۔مشہور فقہ کی کتاب

51 ۔قدیم عربی شاعری کے منتخب مجموعہ کلام کا نام جسے ابو تمام طائی نے ہمدان میں مرتب کیا۔

52 ۔"(زمانہ جاہلیت میں عکاظ کے میلے میں خنساء کے خیمے پر جو سائن بورڈ لگتا تھا اس پر ارثی العرب (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو شاعرہ) لکھا ہوتا تھا ان کی شاعری کا دیوان آج بھی موجود ہے اور علمائے ادب کا اتفاق ہے کہ مرثیہ کے فن میں آج تک خنساء کا مثل پیدا نہیں ہوا بھائی معاویہ بن عمرو کے قتل پر بھی مرثیے لکھے تھے۔ لیکن دوسرے بھائی صخر بن عمرو کے قتل پر تو ایسے دردناک اشعار مسلسل کئی سال تک کہے جن کو سن کر مخالف قبیلے کے لوگوں کی آنکھوں میں بھی آنسو آجاتے تھے۔ان کے مفصل حالات علامہ ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب کتاب الاغانی میں تحریر کیے ہیں اور بے مثال شعر گوئی کے ساتھ یہ بہت ہی بہادر بھی تھیں۔)"

53 ۔عرب کے مشہور شاعر و مرثیہ نگار جو کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھے۔

54 ۔منشی مشتاق احمد، جذبات جوہر، طبع: سنہ ۱۹۳۹ء، ناشر ہاشمی پریس میرٹھ، ص:۳

55 ۔(رئیس الاحرار مولانا محمد علی، جوہر کا وہ کلام جو حالت نظر بندی و قید میں درس حق وجذبات عالیہ کے ساتھ نظم شعری کی صورت میں جلوہ گر ہوا، جس پر حضرت علامہ عبدالماجد صاحب بدایونی ناظم انجمن علمائے صوبہ متحدہ وصدر پراونشل خلافت کمیٹی صوبہ آگرہ نے خاکسار مولہ کی خواہش پر ایک زبردست وپُر لطف تاریخی دیباچہ تحریر فرمایا: جسکو منشی مشتاق احمد صاحب نے شہر میرٹھ محلہ کوٹلہ سے ۱۹۳۹ء میں شائع کروایا)

56 ۔جامعی، محمد عبدالملک، مولانا محمد علی جوہر: آنکھوں دیکھی باتیں، مرتب: معصوم مرادآبادی، طبع: اول دسمبر ۲۰۲۰ء، ناشر: خبردار پبلی کیشنز ۱/۴۵ للتا پارک، لکشمی نگر، دہلی، ۱۱۰۰۹۲، ص:۸

57 ۔ازدانی، محمد ھاشم، محمد، مولانا محمد علی جوہر اور انکی دینی وعلمی خدمات، البرھان جرنل آف قرآنک اینڈ سنت سٹڈیز، جلد:۶، شمارہ:۱، فروری:۲۰۲۲ء، ص:108

OPEN ACCESS